استاذ العلماء محدثِ کبیر مجاہدِ عظیم شیخ الحدیث مولانا عبد الحق

درسِ حدیث کیلئے ماہی بے آب کی طرح بیتاب رہتے تھے

حضرۃ مولانا محمد اکبر حقانی مد ظلہ — العین، ابو ظبی

بندہ ناچیز اس قابل کہاں کہ وہ حضرت شیخ الحدیث کے بارے میں کچھ قلمبند کرے۔ حضرت کی شخصیت کسی تعریف کی محتاج نہیں۔ وہ تو "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مثل ہیں۔ علم و عمل کے پیکر مجسم تواضع وانکسار مشفق و مہربان ہستی۔ مجاہدین افغانستان کے سرپرست ایوانِ اسمبلی میں صدائے حق بلند کرنے والے پاکستان میں نفاذِ شریعت کے قائد و سالار۔ دارالعلوم دیوبند کے مایۂ ناز فرزند استاذی و استاذ العلماء حضرت شیخ الحدیثؒ نوراللہ مرقدہٗ کو رب کائنات نے ایک جامع صفات شخصیت عطا فرمائی تھی۔ اس لیے احباب و متعلقین۔ عقیدت مندوں تلامذہ کے علاوہ کوئی بھی شاذ و نادر ایسے افراد ہوں۔ جو حضرت کے شیدائی اور گرویدہ نہ ہوں اور آپ کے فراق پر رنجیدہ نہ ہوں۔ اور ان کی آنکھیں آبدیدہ نہ ہوں۔ گویا حضرتؒ کو اللہ کریم نے اپنے اس قول کا مصداق بنایا ہے ان الذین اٰمنوا وعملوا الصّٰلحٰت سیجعل لھم الرحمٰن ودا ط جیسا کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں بخاری و مسلم شریف کے حوالہ سے بروایت حضرت ابوہریرہؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ خداوند قدوس جل شانہٗ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو حضرت جبرئیلؑ کو فرماتے ہیں کہ میں فلاں شخص کے ساتھ محبت کرتا ہوں تم بھی ان سے محبت کرو۔ تو جبرئیلؑ سارے آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں۔ اور سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ محبت زمین پر نازل ہوتی ہے تو زمین والے بھی سب خدا کے اس محبوب بندے سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اور حضرت شیخؒ کی مخلصانہ اور مشفقانہ کوششوں کی برکت اور نتیجہ ہے کہ بظاہر ایک پسماندہ علاقہ میں دیوبند کے سرچشمۂ فیض کی ایک نہر دارالعلوم حقانیہ کی صورت میں جاری ہے، اور آج گلشنِ علوم نبوت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک زادہا اللہ شرفاً تشنہ گان علوم کا مرغزار بنا ہے۔ جو دارالعلوم دیوبند کے بعد ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی ہے۔

> **دارالعلوم حقانیہ جنوبی ایشیا میں دارالعلوم دیوبند کے بعد عظیم اسلامی یونیورسٹی ہے**

قبل ازیں تعزیتی خط میں بھی لکھ چکا ہوں کہ حضرت اپنے روحانی اولاد ابنائے حقانیہ پر کتنے مہربان اور شفیق تھے کہ اکثر والدین کا اپنی حقیقی اولاد کے ساتھ بھی اتنی ہمدردی اور شفقت نہ ہوگی۔ ۱۹۷۰ء کے سخت گرمی کے ایام تھے اور حضرتؒ کی آنکھ کا آپریشن ہوا تھا ڈاکٹروں نے سختی سے کتب بینی، مطالعہ اور درس و تدریس سے منع فرمایا تھا، مگر ماہی کا بغیر آب کے گزر کیسے ہو سکتا ہے۔ آپ کی تو ساری راحتیں اور سکون گویا علومِ نبوت کے تدریس اور مسند حدیث پر جلوہ افروز ہونے کے ساتھ وابستہ تھیں۔ لہٰذا ڈاکٹروں کے منع کے باوجود اور اپنی صحت کی پرواہ کیے بغیر دارالحدیث تشریف لے گئے اور مسند حدیث پر جلوہ افروز ہو کر تشنگان علوم نبوت کے پیاس کو بجھا کر لطف اندوز ہوتے تھے۔ پھر شرکاء دورہ حدیث کے باہمی مشورہ کے بعد ہم دولت کدہ کے ساتھ ملحقہ مسجد (پرانا دارالعلوم) آیا کرتے تھے۔ کہ حضرت کو اس حالت اور گرمی میں تکلیف کی بجائے ایسا کرنا چاہیئے تھا۔ چند روز تو اس پر عمل ہوا۔ مگر سراپا خلوص اور شفقت کے اس پیکر نے اپنی روحانی اولاد کو اتنی سی تکلیف دینا بھی گوارا نہیں کیا۔ اور پھر ہمیں وہاں آنے سے منع فرمایا۔ اور خود تشریف لانے لگے۔ لیکن رحمان و رحیم ذات نے اپنے عبدِ حق کی غیبی امداد فرمائی۔ اور غالباً نوشہرہ کے ایک معتقد نے اپنی کار خدمتِ اقدس میں پیش کی۔ اور تا صحت یابی بذریعہ اُس کار حضرتؒ دارالعلوم تشریف لایا کرتے تھے۔ تعلیم و تربیت کے علاوہ جناب شیخ کو ابنائے حقانیہ معاشی حالات کا بھی فکر تھا۔ ایک مرتبہ ملاقات کی غرض سے جب میں گاؤں سے حاضرِ خدمت ہوا۔ روزگار کے بارے میں پوچھا۔ بندہ نے اپنا حال احوال پیشِ خدمت عرض کیا۔ تو حضرت اسی وقت مولانا سلطان محمود صاحب ناظم مرحوم کو بلا کر ایک عریضہ لکھنے کو کہا۔ پشاور کینٹ جی۔ ایچ۔ کیو کو جہاں سے ایک خطیب کی طلب ہوئی تھی۔ میری تعیناتی کے متعلق بطور سفارش۔ جو لے جاتے ہی منظور کی گئی۔ چنانچہ اس مراسلہ کی فوٹو کاپی بندہ نے اپنے ساتھ بطورِ اعزاز محفوظ رکھا۔ اور اپنی ڈائری میں تاحال موجود ہے۔ وہ بھی حاضرِ خدمت ہے۔

(باقی صـ۳۸۱ پر)